

بنگلہ دیش میں دینی مدارس..... نئے رجحانات

دنیا میں، عالم اسلام میں، سب سے زیادہ عربی مدارس، مدارس کے اساتذہ اور مدارس کے طلبہ بنگلہ دیش میں ہیں۔ یہ امتیاز کسی اور مسلمان ملک کو حاصل نہیں ہے۔ اس وقت بنگلہ دیش میں ۶۰ لاکھ ایسے افراد ہیں جو کسی نہ کسی حیثیت سے مدارس سے وابستہ ہیں۔

بنگلہ دیش میں تین طرح کے مدارس ہیں: ایک، وہ جو حکومت سے کوئی امداد اور تعاون نہیں لیتے، نجی ہیں۔ ان کو قومی یا خارجی مدارس کہتے ہیں۔ دوسرے، عالیہ مدارس ہیں جو نجی ہیں لیکن حکومت سے مالی اعانت وصول کرتے ہیں۔ تیسرے، خالصتاً سرکاری مدارس ہیں جن کی تعداد چار ہے۔ ان کو بھی عالیہ مدرسہ کہا جاتا ہے۔ ایسے عالیہ مدرسے ڈھاکہ، بوگرہ، راج شاہی اور جیسور میں ہیں۔ قومی مدرسوں کی تعداد ۶ ہزار ۵ سو ہے۔ یہاں مکمل درس نظامی پڑھایا جاتا ہے۔ اس میں سے ۳۰ فیصد مدارس میں دورہ حدیث بھی ہوتا ہے۔ ۱۹۹۳ء میں ایسے مدارس کی تعداد صرف ۱۲ یا ۱۳ فیصد تھی جہاں دورہ حدیث کا انتظام تھا۔ اس اضافے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے بنگلہ دیش کے علماء کی بہت بڑی اکثریت درس نظامی مکمل کر کے دورہ حدیث کے لیے دیوبند جایا کرتی تھی لیکن بھارتی حکومت نے اس خطرے کے پیش نظر کہ یہ سارے لوگ آئی ایس آئی کے ایجنٹ کے طور پر بھارت جائیں گے، ویزے بند کر دیے۔ اس کے نتیجے میں بنگلہ دیش میں مدارس نے خود دورہ حدیث کے انتظامات کئے۔ اس وقت صرف ڈھاکہ میں ۲۸ مدارس ایسے ہیں جہاں دورہ حدیث ہوتا ہے۔ قومی مدارس کے اساتذہ کی تعداد ایک لاکھ ۳۰ ہزار اور طلبہ کی تعداد ۱۳ لاکھ ۶۲ ہزار ۵ سو ہے۔

عالیہ مدارس میں درس نظامی کے ساتھ جدید علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ ان مدارس کو حکومت، اساتذہ کی تنخواہوں کا ۸۰ فیصد اور توسیع و ترقی کے لئے ۷۵ فیصد تک امداد دیتی ہے۔ یہ مدارس پوری طرح سے نجی ہیں لیکن ان کے امتحانات کئی اور داغلی سطح پر ایک مدرسہ ایجوکیشن بورڈ لیتا ہے جو حکومت کا ادارہ ہے۔ ان مدارس کی تعداد ۶ ہزار ۹ سو ۶ ہے۔ ان میں اساتذہ کی تعداد ایک لاکھ ۱۷ ہزار ۲ سو ہے، جبکہ طلبہ کی تعداد ۱۸ لاکھ ۷۸ ہزار ۳ سو ہے۔

چار سرکاری عالیہ مدارس میں طلبہ کی تعداد اوسطاً ۳ ہزار ہے۔ ان کے اخراجات ۱۰۰ فیصد حکومت کرتی ہے۔ طالبات کے قومی مدارس کی تعداد ۲۰۰ کے قریب ہے۔ طالبات کے ان مدارس میں مکمل درس

نظامی پڑھایا جاتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان مدارس میں ۲۰ فیصد اساتذہ خواتین ہیں جو خود عالمہ دین ہیں۔ ایک عمل جو جنرل ارشاد کے زمانے سے شروع ہوا وہ ابتدائی مدارس رکتب کا قیام ہے جو مسجدوں سے بھی منسلک ہیں اور مسجدوں سے آگے بھی ہیں۔ اس وقت ایک اندازے کے مطابق ان کی تعداد ۱۸ ہزار ہے۔ ان میں اساتذہ کی تعداد ۸۵ ہزار ہے اور طلبہ کی تعداد ۲۰ لاکھ ہے۔ اس طرح ابتدائی، قومی، عالیہ، سرکاری وغیرہ سرکاری سب ملا کر تقریباً ۲۳ ہزار مدارس ہیں اور ان میں طلبہ اور اساتذہ کی مجموعی تعداد ۶۰ لاکھ ہے۔

تمام قومی مدارس میں انگریزی زبان لازمی قرار دی گئی ہے۔ اس وقت کوئی ایک بھی ایسا قومی مدرسہ نہیں ہے جس میں انگریزی زبان نہ پڑھائی جاتی ہو۔ ان مدارس میں انگریزی کی تدریس کے معیار میں ضرور فرق ہوگا، کسی میں بہتر ہے کسی میں کم بہتر، لیکن پڑھائی ہر جگہ جاتی ہے۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ تمام قومی مدارس میں پرائمری ایجوکیشن تدریس کا حصہ بنا دی گئی ہے۔ پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ طلبہ کو براہ راست درس نظامی میں لیا جاتا تھا۔ اب پرائمری تعلیم درس نظامی کا لازمی حصہ بن گئی ہے۔ جو بچہ پرائمری اسکول سے شروع کرتا ہے، اسے سائنس، سوکس، جغرافیہ، انگریزی زبان، بگلدیش زبان، سب پڑھایا جاتا ہے۔ پرائمری کا یہ سارا انصاف پڑھ کے طالب علم درس نظامی میں جاتا ہے۔

تقابل ادیان سارے مدارس میں شامل کر لیا گیا ہے۔ بگلدیش میں تقابل ادیان سے مراد یہودیت، عیسائیت، بدھ ازم اور ہندو ازم ہے۔ ایک اور تبدیلی جو آئی ہے وہ یہ کہ مدارس، پاکستان کی طرح اپنے اپنے وفاق میں شامل ہیں۔ اس وقت دو بڑے وفاق ہیں: ایک وفاق المدارس ہے جس کا صدر مقام پوٹھیاں مدرسہ ہے جو چٹاگانگ کے پاس ہے۔ دوسرا انجمن اتحاد المدارس ہے جس کا صدر مقام ڈھاکہ میں ہے۔ ایک کے ساتھ ایک ہزار ۵ سوا اور دوسرے کے ساتھ ۸۵۰ مدارس کا الحاق ہے۔ یہ دونوں وفاق ہر سال کے امتحان الگ لیتے ہیں اور فائنل امتحان الگ لیتے ہیں۔ پورے بگلدیش میں ایک وقت میں ہی امتحانات ہوتے ہیں۔ امتحانی مراکز، نگران اور سپروائزر سب خود مقرر کرتے ہیں اور سندیں وفاق کی طرف سے دی جاتی ہیں۔ ایک بڑی تبدیلی یہ ہوئی ہے کہ داخلے، امتحان، سب پیشہ وارانہ انداز سے ہو رہے ہیں۔ تین چار مدرسے ایسے ہیں جن کا سارا ڈیٹا (Data) کمپیوٹر پر موجود ہے۔

کئی مدارس میں ٹیکنیکل ایجوکیشن بھی بڑی حد تک ہے۔ ۸ ہزاری مدرسہ بھارت بلکہ پورے برعظیم میں دوسرا بڑا مدرسہ ہے، دیوبند سے ۷ سال بعد قائم ہوا، اس کی صد سالہ سالگرہ ابھی منائی جانے والی ہے۔ اس میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کا پورا انتظام ہے۔ ٹیکنیکل سے مراد محض جلد بندی نہیں ہے، بلکہ باقاعدہ ان کو جدید ٹیکنیکل مضامین کی تعلیم دی جاتی ہے۔ پوٹھیاں مدرسہ جو ۱۹۳۷ء میں قائم ہوا اس میں بھی ٹیکنیکل تعلیم دی جاتی ہے۔ پوٹھیاں مدرسے میں، میں نے دیکھا کہ تقریباً ۵۰ فیصد طالب علم ایسے تھے

جو فاضل رگر بچوٹ ہونے کے بعد کسی بھی ہسپتال میں جا کر میڈیکل پریکٹیشنر کے طور پر کام کر سکتے تھے۔ ہر شخص کو انجکشن لگانا آتا تھا، مرغیوں کو بھی اور انسانوں کو بھی۔ ہر شخص بنیادی طبی کورس کر چکا ہوتا ہے۔ اے زیڈ ایم ٹیٹس العالم صاحب جو العرفہ اسلامی بنک کے چیئرمین ہیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ دو سال پہلے انہوں نے قومی مدرسوں سے درس نظامی کے فارغ گریجوایش کو اپنے بنک میں آفیسر کے طور پر ملازمت میں لیا۔ اس وقت ان کے بنک میں ۶۰ افسر ہیں جن کے پاس کوئی انگریزی کی تعلیم نہیں تھی۔ انہوں نے کسی کالج یا یونیورسٹی سے بی کام یا ایم بی اے نہیں کیا تھا، صرف درس نظامی کے فارغ التحصیل تھے۔ انہوں نے ان ۶۰ طالب علموں کو ۶ ماہ کی ٹریننگ دی۔ میرے اس موجودہ دورے کے دوران انہوں نے مجھے ان سے ملوایا۔ ان کے مینیجنگ ڈائریکٹر کا یہ کہنا تھا کہ ان کی پیشہ وارانہ کارکردگی، جدید پڑھے لکھوں سے بدرجہا بہتر تھی۔ وہاں ایک راستہ یہ بھی کھل رہا ہے اور اس پر یہاں ہمیں سوچنا چاہئے۔

عالیہ مدارس کی روایت کو دیکھنا چاہئے۔ عالیہ مدرسے میں میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے ان چار سطحوں تک تعلیم دی جاتی ہے۔ اسے داخلی، عالم، فاضل اور کامل کہتے ہیں۔ بگلدلش کی حکومت نے داخلی کو میٹرک کے اور عالم کو انٹر میڈیٹ کے برابر تسلیم کر لیا ہے۔ نتیجتاً عالیہ مدرسے کے ۸۰ فیصد گریجوایش قومی تعلیم کے دھارے میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ ڈھا کہ یونیورسٹی، چٹاگانگ یونیورسٹی اور راج شاہی یونیورسٹی میں داخلہ لے لیتے ہیں اور پھر اپنے اپنے مضامین میں ایم اے، بی اے کر لیتے ہیں۔ اس وقت بگلدلش کی سول سروس، آرمی، پرائیویٹ سیکٹر اور بنک کاری میں بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو عالیہ مدرسوں کے گریجوایش ہیں۔ وہ درس نظامی کے مکمل طور پر ماہر ہیں۔ مزید یہ کہ انہوں نے ایف اے، بی اے سطح کے جدید مضامین بھی پڑھے ہوئے ہیں۔ اس وقت ڈھا کہ، راج شاہی، چٹاگانگ، جہانگیر نگر، ان ساری یونیورسٹیوں میں فارسی، اردو، عربی، اسلامی تاریخ، اسلامیات، ان تمام شعبوں کے ۱۰۰ فیصد اساتذہ عالیہ مدرسوں کے گریجوایش ہیں۔ پاکستان کی یونیورسٹیوں میں اس کا بہت کم امکان پایا جاتا ہے۔ عالیہ مدرسوں سے بہت سے نامی گرامی لوگ نکلے ہیں۔ اس وقت بگلدلش کے جو چوٹی کے اہل علم و دانش ہیں، ان کی خاصی بڑی تعداد عالیہ مدارس سے نکلی ہے۔

۱۹۷۲/۷۳ء میں جب شیخ مجیب الرحمن یہاں سے واپس گئے تو انہوں نے مدرسوں کے اوپر ایک وار کرنے کی کوشش کی۔ 'قدرت خدا کمیشن' بٹھایا گیا، اس کمیشن کی بنیادی رپورٹ یہی تھی کہ مدرسوں کے نظام کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ان کو ختم کر دیا جائے۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ ان کا خیال تھا کہ یہ مدارس دلالوں اور رضا کاروں کے مراکز تھے اور پاکستان کی حمایت کرنے والوں کی بڑی تعداد دراصل انہی مدرسوں کے طلبہ کی تھی۔

دوسری طرف سیکولر عناصر کا خیال تھا کہ اسلام کی جڑیں اس ملک میں اس وقت تک مستحکم رہیں گی جب تک یہ مدارس رہیں گے۔ 'قدرتِ خدا کمیشن' نے رپورٹ کے ساتھ ہی ایک سروے کیا کہ ہماری سفارشات کے بارے میں لوگوں کا رد عمل کیا ہے۔ اس سروے کے جواب دیئے والوں میں یونیورسٹیوں کے پروفیسر اور مغربی تعلیم یافتہ دانشور تھے۔ ان میں سے ۹۰ فیصد لوگوں نے یہ کہا کہ مدرسوں کو نہ چھیڑا جائے اور ۹۵ فیصد نے یہ کہا کہ مدرسوں کو کسی نہ کسی صورت میں ہر حال میں باقی رکھا جائے۔ اس سروے سے شیخ مجیب الرحمن کی آنکھیں کھل گئیں۔ انہوں نے اپنا ارادہ جو تبدیل کیا، اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ انہیں معلوم تھا کہ عوام کے اندر اور خاص کر مغربی تعلیم یافتہ لوگوں کے اندر مدرسوں کے لئے کتنی خیر سگالی پائی جاتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ پاکستان میں مدارس کی عوام میں وہ بنیاد، وہ روابط (linkages) وہ ہمدردی اور خیر سگالی نہیں ہے جو بنگلہ دیش میں مدارس کی تھی کہ مغرب زدہ طبقہ بھی کھڑا ہو گیا اور انہوں نے کہا کہ آپ ان مدرسوں کو ہاتھ نہیں لگا سکتے..... دورِ جانات کا میں خاص طور پر تذکرہ کرنا چاہتا ہوں:

میرپور ڈھاکہ میں ایک مدرسہ حال ہی میں تعمیر کیا گیا جس کا نام ہے: دارالارشاد مدرسہ۔ اس مدرسے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صرف کالج گریجوایش کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ پہلے آپ کے پاس یونیورسٹی کی بی اے کی ڈگری ہو، پھر آپ کو درسِ نظامی میں داخلہ دیا جائے گا۔

میرپور ڈھاکہ میں ایک اور مدرسہ دو سال سے قائم ہے، اس کا نام ہے ڈھاکہ کیڈٹ مدرسہ۔ اس میں عام مضامین کے لیے ذریعہ تعلیم انگریزی ہے اور اسلامی علوم کے لیے عربی۔ میں اس مدرسے میں گیا اور آپ یقین کیجئے کہ ان کے طلبہ ڈھاکہ یونیورسٹی کے گریجوایش سے بہت بہتر، بے انتہا خوب صورت انگریزی بولتے تھے، بلکہ ان کے علم کی وسعت بھی یونیورسٹی گریجوایش کے مقابلے میں بہتر تھی۔ یہ مدرسہ اور اس طرح کے دو تین مدرسے عنقریب چٹاگانگ میں شروع کئے جانے والے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس مدرسے کا گریجوایش بنگلہ دیش کے چوٹی کے انگلش میڈیم اسکولوں کے گریجوایش کے مقابلے میں کھڑا ہو سکتا ہے۔

ایک آخری بات، میں ڈھاکہ میں تھا جب وزیر خزانہ کبریٰ نے اس سال کا بجٹ پیش کیا۔ اخبار پر نظر پڑی کہ بجٹ میں ۵ سو کروڑ ٹکا مدارس کے لیے مختص کئے گئے ہیں۔ اس سیمینار میں ایک صاحب نے بتایا ہے کہ حکومت پاکستان نے بہ کمال مہربانی ۱۵ لاکھ روپے کی 'مظہیر' رقم پاکستانی مدارس کی تعمیر و ترقی کے لئے عطا کرنے کا فیصلہ کیا ہے!

اہلِ علم و فنون کا رجحان سے گذارش
محدث کے لئے ارسال کیا جانے والا مقالہ دوسرے جرائد کو اشاعت کے لئے
بیجئے سے ملل ادارہ کو اطلاع کریں۔ علاوہ ازیں استدلال کو نکات وار اور دلائل کے ساتھ باحوالہ لکھیں، روایتی موضوعات سے
ہٹ کر معاشرتی، معاشی، عالمی مسائل پر اسلامی نقطہ نظر سے لکھے جانے والے جامع مضامین کو ترجیح دی جاتی ہے۔ (لازم)